قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر: ابو سعید
Online Edition
منگل 3 مارچ 2020ء | 7 رجب 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 54

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾
(آلِ عمران:105)

ترجمہ: اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں ۔

فرمانِ رسول ﷺ

علم و معرفت حاصل کرنے کی برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں علم و معرفت حاصل کرنے آیا کرتا تھا اور دوسرا بھائی کسبِ معاش میں لگا ہوا تھا۔ بڑے بھائی نے نبی کریم ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ میرا بھائی کسبِ معاش میں میرا تعاون نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ تمہیں اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو۔

(سنن الترمذی کتاب العلم عن رسول اللہ)

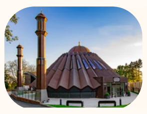

فرمان خلیفہ وقت

وقف زندگی کا نظام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں دین کی خاطر زندگی وقف کرنے کا نظام کسی نہ کسی شکل میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے ہی قائم ہے اور خلافتِ ثانیہ میں اس میں ایک باقاعدگی پیدا ہوئی۔ باقاعدہ زندگی وقف کرنے کے بانڈ (Bond) یا فارم پُر کئے جانے لگے۔ دینی تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ کے نظام کو مزید منظم کیا گیا۔ مبلغین بیرونِ ملک بھیجے جانے لگے جنہوں نے تبلیغ کے میدانوں میں بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ اور تربیتی سرگرمیوں میں اپنی پہچان کروائی اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک جاری ہے اور مبلغین مختلف ممالک میں اس کام میں مصروف ہیں۔ ان مبلغین اور مربیان اور معلمین میں …، ہندوستان کے علاوہ اب مختلف قوموں کے افراد شامل ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر افریقن ممالک کے، اسی طرح انڈونیشیا کے مبلغین اور معلمین کافی تعداد میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ وفا کے ساتھ ان سب کو خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے… بہر حال جوں جوں جماعتی ضروریات بڑھ رہی ہیں، تبلیغی میدان میں بھی وسعت پیدا ہو رہی ہے اور خدمات کے دوسرے میدانوں میں بھی وسعت پیدا ہو رہی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 22 اکتوبر 2010ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

زندگی وقف کرنا خسارے کا سودا نہیں

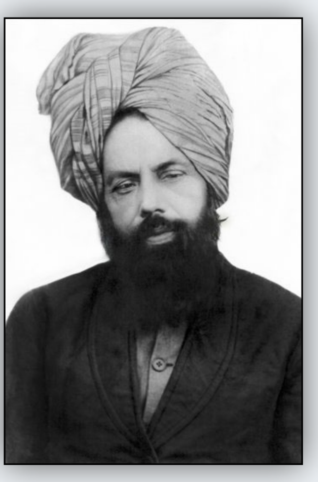

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لیے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لیے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں، تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے، بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لیے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ:113) اس لِلّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگارِ نجات ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا لِلّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شِمّہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لیے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص369،370)

اس شمارہ میں

- ہجرت قادیان اور الہامات
- خلافت کی ٹھنڈی چھاؤں تلے
- ذکر خیر حافظ محمد اشرف شاکر
- تربیت اولاد کا طریق
- دورہ سینیگال

دربارِ خلافت

واقفین سے خدا کا سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہمارے ایک مبلغ تھے حضرت سید شاہ محمد صاحب۔ انہوں نے اپنا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ میں متواتر اٹھارہ سال انڈونیشیا میں کام کرتا رہا اور اللہ کے فضل سے میں نے کبھی کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ اپنا پورا وقار رکھا۔ بہت معمولی الاؤنس پر گزارہ ہوتا تھا۔ مشکل سے شاید دو وقت کی روٹی چلتی ہو۔ اپنی ہر حاجت کے لئے اپنے ربّ کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہا اور وہ میری حاجت روائی کرتا رہا۔ کہتے ہیں جب اٹھارہ سال بعد میری واپسی ہوئی تو میں بڑا خوش تھا۔ بحری جہاز کے ذریعے سے پاکستان کے لئے روانہ ہوا۔ اور کہتے ہیں میرے پاس ایک پرانی اچکن تھی اور دو ایک شلوار قمیص کے دھلے ہوئے جوڑے تھے۔ اور کچھ نہیں تھا۔ کہتے ہیں میں بحری جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ ہوائی جہاز کا تو اس وقت تصور ہی نہیں تھا۔ راستے میں مجھے خیال آیا کہ میں اتنے عرصے کے بعد ملک واپس جا رہا ہوں اور میرے پاس نئے کپڑے بھی نہیں ہیں جنہیں پہن کر میں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر اتروں گا۔ اس وقت مبلغین کراچی آیا کرتے تھے پھر وہاں سے ٹرین پر ربوہ پہنچتے تھے۔ تو کہتے ہیں کہ میں انہی خیالات میں تھا اور دعاؤں میں لگا ہوا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے دل میں بھی اس قسم کی خواہش نہیں کرنی چاہئے تھی۔ یہ وقف کی روح کے خلاف ہے۔ کہتے ہیں مین نے اس پر بڑی توبہ استغفار کی۔ اور پھر چند دن بعد جہاز سنگا پور میں پورٹ پر رکا۔ کہتے ہیں میں جہاز کے عرشے پہ کھڑا، ڈیک پہ کھڑا نظارہ کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے جہاز پر چڑھتے دیکھا۔ وہ سیدھا جہاز کے کپتان کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھنے لگا۔ کپتان نے اسے میرے پاس بھیج دیا۔ وہ مجھ سے گلے ملا۔ بغل گیر ہو گیا اور کہا کہ وہ احمدی ہے اور درزی کا کام کرتا ہے۔ اس نے بتایا کہ جب الفضل میں میں نے پڑھا کہ آپ آ رہے ہیں اور رستے میں سنگا پور رکیں گے تو مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ کے لئے کوئی تحفہ پیش کروں۔ اور آپ کی تصویریں میں نے دیکھی ہوئی تھیں۔ قد کاٹھ کا اندازہ تھا۔ میں نے آپ کے لئے کپڑوں کے دوجوڑے سیے ہیں اور ایک اچکن اور ایک پگڑی تیار کی ہے۔ درزی ہوں اور یہی کچھ پیش کر سکتا ہوں۔ آپ اسے قبول کریں۔ تو حضرت شاہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ کس طرح میرے خدا نے میری خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایک احمدی کے دل میں تحریک کی جسے میں نہیں جانتا تھا اور نہ وہ مجھے جانتا تھا۔ وہ مبلغین کو، مربیان کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر مبلغ صرف آستانہ الٰہی پر جھکا رہے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کے لئے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ واقفینِ زندگی سے، صرف مبلغین نہیں، ہر واقفِ زندگی سے یہ سلوک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میدانِ عمل میں آج بھی یہ نظارے دیکھتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 22 اکتوبر 2010ء)

شوقِ لقائے قادیاں

کلام حضرت نواب مبارکہ بیگم

سیّدا ! ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں
ہجر میں خوں بار ہیں یاں چشمہائے قادیاں

سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینتِ دارالاماں
رونق بستانِ احمد دل ربائے قادیاں

جان پڑ جاتی تھی جن سے وہ قدم ملتے نہیں
قالبِ بے روح سے ہیں کوچہ ہائے قادیاں

فرقتِ مہ میں ستارے ماند کیسے پڑ گئے
ہے نرالا رنگ میں اپنے سماءِ قادیاں

وصل کے عادی سے گھڑیاں ہجر کی کٹتی نہیں
بارِ فرقت آپ کا کیونکر اٹھائے قادیاں

روح بھی پاتی نہیں کچھ چین قالب کے بغیر
ان کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے ہائے قادیاں

ہو وفا کو ناز جس پر جب ملے ایسا مطاع
کیوں نہ ہو مشہورِ عالم پھر وفائے قادیاں

کشتیٔ دین محمدؐ جس نے کی تیرے سپرد
ہو تری کشتی کا حافظ وہ خدائے قادیاں

منتظر ہیں آئیں گے کب حضرت فضلِ عمرؓ
سُوئے رہ نگراں ہیں ہر دم دیدۂ ہائے قادیاں

مانگتے ہیں سب دعا ہو کر سراپا آرزو
جلد شاہِ قادیاں تشریف لائے قادیاں

شمسِ ملت جلد فارغ دورۂ مغرب سے ہو
مطلعٔ مشرق سے پھیلائے ضیائے قادیاں

راہِ حق میں جب قدم آگے بڑھا دے ایک بار
سر بھی کٹ جائے نہ پھر پیچھے ہٹائے قادیاں

خالق ہر دو جہاں کی رحمتیں ہو ں آپ پر
والسلام اے شاہِ دیں اے رہنمائے قادیاں

(درعدن)

سلطان نصیر احمد

ہجرت قادیان اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات

مذاہب عالم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ ہجرت ایک لازمی چیز رہی ہے۔اسی سنت کےماتحت،قیام پاکستان کے وقت، جماعت احمدیہ کو بھی قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔اس ہجرت سے قریباً 53برس پہلے،18ستمبر 1894ء کوحضرت مسیح موعودؑ کو ''داغ ہجرت'' کا الہام ہوا۔جس میں ہجرت کی واضح خبر دی گئی تھی۔اس خبر میں ہجرت کے لئے ''داغ،''کا پر حکمت لفظ استعمال کیا گیا تھاجو اردو زبان میں زخم،گھاؤ،جراحت اور رنج اور صدمہ کے لئے بھی استعمال ہوتاہے،جس میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جماعت احمدیہ کو اپنے دائمی مرکز قادیان سے جن حالات میں ہجرت کرنا پڑے گی وہ پُر آشوب اور تکلیف دہ ہوں گے۔چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے ''داغِ ہجرت'' اور ہجرت ہمیشہ ایک مقام کی طرف ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہجرت مدینہ کی طرف کی گئی تھی اور یہاں بھی ہجرت کسی اور مقام کی طرف ہوگی۔ میری رؤیا میں بھی صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ میں کسی جگہ پر مرکز بناؤں گا اور قادیان کو واپس لینے کی کوشش کروں گا۔ جب یہ چیز بالکل واضح ہے تو ایک حصہ کے بعد دوسرے حصہ کو چھوڑ دینے کی کیا وجہ ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ایک نیا مرکز بنائیں اور وہاں اکٹھے ہو کر قادیان کو واپس لینے کی کوشش کریں۔ پھر مصلح موعود والی رؤیا میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ مصلح موعود والی رؤیا میں مجھے دکھایا گیا تھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور میں وہاں سے بھاگا ہوں۔''

(انوار العلوم جلد 21 ص 35,34)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ہماری ہجرت کے متعلق پہلے سے پیشگوئی موجود تھی۔ اگر یہ پیشگوئی پہلے سے موجود نہ ہوتی تب بھی کوئی بات تھی۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی صراحتاً موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے ''داغِ ہجرت'' جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمیں قادیان چھوڑنی پڑے گی۔''

(انوار العلوم جلد 21 ص 28)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''بے شک میں نے پہلے یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں قادیان میں ہی رہوں لیکن بعد میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پر غور کر کے مجھے یقین ہو گیا کہ جماعت کے لئے ایک ہجرت مقدر ہے تو میں نے سوچا کہ میرا کام قادیان یا صرف ایک ملک سے وابستہ نہیں بلکہ دوسرے ممالک سے بھی میرا تعلق ہے۔ اگر میں قادیان میں رہتا ہوں تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ میں اُن سب کاموں کو ترک کر دیتا ہوں جو میرے سپرد ہیں اور ایک جگہ اپنے آپ کو مقید کر لیتا ہوں جیسا کہ بعد میں قادیان والوں کی حالت ہوگئی تھی لیکن اگر میں قادیان سے باہر چلا جاتا ہوں تو میں صرف ایک چھوٹے سے دائرے سے الگ ہوتا ہوں اور ایک وسیع دنیا کو بُلانے پر قادر ہو جاتا ہوں۔ سقراط نے اپنے شہر کو اس لئے نہیں چھوڑا کہ اُن کے مخاطب صرف اس شہر والے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فلسطین کو چھوڑا تو اس لئے کہ فلسطین میں ان کے مخاطبوں میں سے صرف دو قبیلے تھے اور دس قبیلے فلسطین سے باہر تھے۔حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی لوگوں کی خاطر فلسطین کو چھوڑا وہ فلسطین میں بسنے والوں سے سینکڑوں گُنا زیادہ تھے لیکن میں نے جن لوگوں کی خاطر قادیان کو چھوڑا، قادیان اور اُس کی آبادی اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں۔ پس یہ صحیح ہے کہ پہلے یہی فیصلہ کیا گیا تھا کہ میں قادیان نہیں چھوڑوں گا لیکن جب میں نے دیکھا کہ ہمارے لئے ہجرت مقدر ہے تو میں نے قادیان کو چھوڑ کر یہاں چلے آنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام موجود تھا کہ ''داغِ ہجرت'' اور اِدھر میری خوابوں میں بھی یہ بات تھی کہ ہمیں قادیان سے باہر جانا پڑے گا۔ میں نے دیکھا کہ یہ الہام تو موجود ہے مگر ابھی تک ہجرت نہیں ہوئی اِس لئے یا تو یہ مثیل مسیح پر پیشگوئی صادق آئے گی اور یا اسے جھوٹا ماننا پڑے گا۔ یہی وہ چیزیں تھیں جن کی وجہ سے ہمیں قادیان کو چھوڑنا پڑا۔ پھر یہ فیصلہ میں نے خود نہیں کیا بلکہ جماعت کے دوستوں کی طرف سے مجھے یہ مشورہ دیا گیا کہ میں قادیان سے باہر آجاؤں۔ ویسے میری ذاتی دلچسپیاں تو قادیان سے ہی وابستہ تھیں لیکن میرے سامنے دو چیزیں تھیں اوّل یہ کہ میں قادیان سے باہر چلا جاؤں اور قادیان میں ایک نائب امیر مقرر کر دوں۔ دوم یہ کہ میں اُن سب کاموں کو ترک کر دوں جو میرے سپرد کئے گئے ہیں اور قادیان میں ایک قیدی کی حیثیت سے بیٹھا رہوں۔ اور اس بات کے حق میں کہ میں قادیان میں ہی بیٹھا رہوں ایک رائے بھی نہیں تھی۔ 7ستمبر کو یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت کا کام قادیان سے باہر آنے پر ہی ہو سکتا ہے اِس لئے ہم جذباتی چیز کو حقیقت پر قربان کریں گے۔ ''

(انوار العلوم جلد 21ص 199، 200)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں اور پیشگوئی آپ کے بعد پوری ہوئی۔ اگر اس پیشگوئی نے پورا ہونا تھا تو آپ کی زندگی میں ہی کیوں پوری نہ ہوئی؟ اس سوال کا جواب خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں میرے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں بلکہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں دی گئیں جو آپ کے خلیفہ دوم تھے۔ گویا اُس چیز کو جو حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آنے والی تھی اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا جانا قرار دیا۔ درحقیقت یہ ایک عام دستور ہے کہ کبھی وہ بات جو ماتحت کے ساتھ کی جاتی ہے اُسے بزرگ کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور کبھی وہ بات جو بزرگ کے ساتھ کی جاتی ہے اُسے ماتحت کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں مگر ہوا یہ کہ وہ کنجیاں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں دی گئیں۔

اسی طرح آپؐ کی ایک اور رؤیا بھی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں ''میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس جنتی انگوروں کے دوخوشے لایا میں نے اس سے پوچھا یہ کس کیلئے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان میں سے ایک خوشہ آپ کے لئے ہے اور دوسرا ابوجہل کے لئے۔'' آپؐ فرماتے ہیں کہ ''میں اس کے جواب میں اتنا گھبرایا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے کہا کہ کیا خداتعالیٰ کے نزدیک اس کا ایک نبی اور دشمن دونوں ایک ہی مقام پر ہیں؟خداتعالیٰ کے نبی کیلئے بھی بہشت کے انگوروں کا خوشہ آیا ہے اور اس کے دشمن کے لئے بھی بہشت سے انگوروں کا خوشہ آیا ہے۔آپؐ فرماتے ہیں میرے دل پر اس رؤیا کی وجہ سے ایک بوجھ سا رہا۔ یہاں تک کہ عکرمہؓ ایمان لایا تب اس رؤیا کی تعبیر میری سمجھ میں آئی کہ ابوجہل سے مراد عکرمہؓ تھا۔

اب دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ ابوجہل دکھایا گیا مگر اس سے مراد اس کا بیٹا تھا اور دوسری جگہ آپ ﷺ کو یہ دکھایا گیا کہ قیصروکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ کو ملیں مگر ملیں حضرت عمرؓ کو جو آپ ﷺ کے دوسرے خلیفہ تھے۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''داغ ہجرت'' کا الہام تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا مگر یہ پیشگوئی درحقیقت آپ کے خلیفہ دوم کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ یہ ہجرت کا واقعہ میری زندگی میں ہوا اور میں ہی آپؑ کا خلیفہ دوم ہوں۔

اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے خود مجھ پر اس پیشگوئی کو اس طرح بار بار کھولا ہے کہ حیرت آ جاتی ہے میں نے اپنے رؤیا کئی لوگوں کو سنائے ہیں اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ واقع حیرت انگیز ہیں۔ میں نے 1941ء میں ایک رؤیا دیکھا تھا جو 13جنوری1942ء کے الفضل میں شائع شُدہ موجود ہے میں نے دیکھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور اس حملہ میں دشمن نے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے ہیں اس کے نتیجہ میں ہمیں قادیان چھوڑنا پڑا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں قادیان سے اس غرض کے لئے نکلا ہوں کہ میں مرکز کے لئے نئی جگہ تلاش کروں تا کہ ہم وہاں اکٹھے ہو کر قادیان کو واپس لینے کی کوشش کریں۔ جب میں اس جگہ پر پہنچا ہوں تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے کہا بڑی تباہی ہے، بڑی تباہی ہے۔ جالندھر میں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے اور لوگوں کو کہیں پناہ نہیں ملی۔ پھر میں نے دیکھا کہ قادیان کے سارے محلے دشمن نے لے لئے ہیں۔ میں نے ایک دوست سے پوچھا۔ مسجد مبارک کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ لوگ تو اب تک مقابلہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا اگر وہ مقابلہ کر رہے ہیں تو پھر ہمیں کامیابی ہو جائے گی۔

بھلا 1942ء میں کس کو خیال تھا کہ جنگ ہوگی۔ پھر کس کو خیال تھا کہ توپیں چلیں گی رائفلوں سے لڑائیاں ہوں گی اور پھر قادیان اس علاقہ میں ہوگا جس پر دشمن کا قبضہ ہوگا پھر یہ تباہی جالندھر تک ہوگی اور یہ کہ قادیان کے تمام محلے خالی ہو جائیں گے۔ صرف حلقہ مسجد مبارک اپنی جگہ پر جما رہے گا۔ میری یہ رؤیا اخبار میں چھپی ہوئی موجود ہے اور اخبار ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں اور اُن کی ایک کاپی سرکاری دفاتر میں بھی محفوظ رہتی ہے اس لئے اس میں بناوٹ کا احتمال نہیں ہو سکتا یہ پیشگوئی ساری کی ساری پوری ہوئی ہے حملے بھی ہوئے، تباہی بھی آئی اور پھر یہ غیرمعمولی بات ہے کہ سارے مشرقی پنجاب میں صرف قادیان ایک ایسا مقام ہے جہاں مسجد مبارک کے حلقہ میں اب تک اذانیں دی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جاتا ہے یہ باتیں ایسی ہیں جنہیں دیکھ کر کوئی انسان اس پیشگوئی میں شُبہ نہیں کر سکتا اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ ہمیں خدائی کلام کے ماتحت قادیان چھوڑنا پڑا ہے اور وہ بہرحال ہمیں ایک دن واپس ملے گا۔''

(انوار العلوم جلد 21 ص 28تا 30)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ''داغ ہجرت'' اور جب اس کے پورا ہونے کا وقت آیا تو خداتعالیٰ نے

مجھے بعض نظارے دکھائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ الہام اِسی زمانہ کے متعلق تھا سو پورا ہو گیا۔‘‘
(انوار العلوم جلد 21ص 360)

ایک خواب

حضرت سیدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی ہجرت پاکستان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خواب پوری ہوئی جس میں حضور پر انکشاف کیا گیا تھا کہ آپ خود یا آپ کا کوئی خلیفہ ہجرت کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رویاء نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعے سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔‘‘ (تذکرہ، ص477)

یروشلم سے مراد قادیاں ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’زکریا 14باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔ اس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہوں گے کہ یروشلم کو تباہ کر دیں۔ تب انہی دنوں میں طاعو ن پھوٹے گی اور اُسی دن یوں ہو گا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیاں ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس اُمت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اُس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا۔ منہ‘‘
(نزول المسیح ،روحانی خزائن جلد 18،ص420حاشیہ)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں بیان فرمایا ہے کہ زکریا کی کتاب کے چودھویں باب میں جہاں یروشلم کا ذکر ہے وہاں یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں بلکہ قادیان ہے اور اِس باب میں جو خبر دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک زمانہ میں یروشلم پر حملہ ہوگا۔ شہر والے مغلوب ہو جائیں گے اور پھر پہاڑوں کی ایک وادی کی طرف بھاگ جائیں گے جہاں پناہ لیں گے۔‘‘
(انوار العلوم جلد 21ص 357)

یُخۡرِجُ ھَمَّہٗ وَ غَمَّہٗ دَوۡحَۃَ اِسۡمٰعِیۡلَ۔
فَاَخۡفِھَا حَتّٰی تَخۡرُجَ

حضرت مسیح موعودؑ کو 8 فروری 1906ء کو الہام ہوا
یُخۡرِجُ ھَمَّہٗ وغَمَّہٗ دَوۡحَۃَ اِسۡمٰعِیۡلَ۔ فَاَخۡفِھَا حَتّٰی تَخۡرُج
(تذکرہ، ص507)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’پھر آپ(حضرت مسیح موعودؑ)کا ایک اور الہام یہ بھی ہے کہ یُخۡرِجُ ھَمَّہٗ وَ غَمَّہٗ دَوۡحَۃَ اِسۡمٰعِیۡلَ۔ فَاَخۡفِھَا حَتّٰی تَخۡرُجَ یعنی تمہارے ہم اور غم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک اسماعیلی درخت اُگائے گا لیکن یہ راز چھپائے رکھو یہاں تک کہ وہ درخت نکل آئے۔ سو اِس ہجرت پر پردہ پڑا رہا یہاں تک کہ قادیان پر جن دنوں حملہ ہو رہا تھا اور میں بتا رہا تھا کہ تم خدائی وعدہ کے مطابق قادیان سے نکلو گے، آپ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے تو یہاں سے ہلنا نہیں۔ پھر ان لوگوں میں سے جو کہہ رہے تھے کہ ہم نے ہلنا نہیں بعض نکل آئے مگر دوسرے لوگ پھر بھی کہہ رہے تھے کہ ہم نے تو یہاں سے نہیں جانا۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیان سے محبت کی وجہ سے کسی کا اِس طرف خیال ہی نہیں جاتا تھا کہ ہجرت ہوگی اور ہم قادیان کو چھوڑ کر باہر آ جائیں گے۔ جیسے رسول کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو حضرت عمرؓ کی یہ کیفیت تھی کہ باوجود اس کے کہ رسول کریم ﷺ فوت ہوچکے تھے وہ یہ کہنے لگے کہ میں تو مان ہی نہیں سکتا کہ رسول کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ پس جہاں محبت ہوتی ہے وہاں ایسا خیال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اِسی طرح خداتعالیٰ کا قادیان کو دائمی اور مستقل مرکز قرار دینا اِس بات پر پردہ ڈال رہا تھا کہ ہمیں قادیان سے ہجرت کرنی پڑے گی۔ مگر آخر وہی بات ہو گئی کہ فَاَخۡفِھَا حَتّٰی تَخۡرُجَ جب تک وہ درخت نکل نہ آئے اُسے ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ یہ لوگ قادیان آنے سے رُک جائیں گے اور اگر یہ رُک گئے تو قادیان میں مکان کیسے بنائیں گے حالانکہ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ یہ لوگ قادیان میں مکان بناتے چلے جائیں۔ جب قادیان ہاتھ سے نکل جائے گا تو جو سچا متبع ہوگا وہ تو کہے گا کہ جیسے ہم نے پہلے چھتہ بنایا تھا ویسے ہی پھر بنا لیں گے اور جو کمزور ہوگا اُس کا دل تو یہ کہتا ہوگا کہ میں نے جو کرنا تھا کر لیا لیکن بظاہر وہ کہے گا اچھا یہ اور مرکز بنا رہے ہیں یہ قادیان کو بھول رہے ہیں اور اس طرح وہ اپنی منافقت کو ظاہر کر دے گا۔‘‘
(انوار العلوم جلد 21ص357،358)

نئی زمین اور نیا آسمان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے دیکھا کہ میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔‘‘
(تذکرہ، ص154)

حضرت مصلح موعودؓفرماتے ہیں:

’’پھر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا تھا کہ آپ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنائیں گے۔ بے شک سلسلہ بھی ایک نئی زمین اور نیا آسمان ہے لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ چونکہ انہیں بنا بنایا مرکز مل گیا ہے اس لئے انہیں طاقت حاصل ہوگئی ہے۔ چنانچہ جب میری خلافت کا انکار کیا گیا اور منکرین خلافت قادیان چھوڑ کر لاہور آگئے تو اُس وقت اُنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جماعت کا پچانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے لیکن ایک ماہ کے اندر اندر خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت کا اکثر حصہ میرے ساتھ شامل ہو گیا۔ اُس وقت وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے جماعت کو قادیان سے محبت ہے اس لئے یہ نہیں جیتا قادیان جیتی ہے۔ خداتعالیٰ نے اُن کو اِس اعتراض کا جواب دینا تھا اب لاہور میں جو اِن کا ۳۵ سالہ مرکز ہے اُن کا بھی جلسہ ہو رہا ہے وہ ذرا ربوہ کے جلسہ کی سی شان تو دکھا دیں۔ اِس وادیٔ بے آب و گیاہ میں بھی لوگ جمع ہوئے ہیں یا نہیں؟ کہاں گئی اُن کی وہ دلیل کہ میں قادیان کی وجہ سے جیتا ہوں۔ اگر اُس وقت میں قادیان کی وجہ سے جیتا تھا تو اب قادیان میرے ہارنے کا بھی موجب ہونا چاہیے تھا کیونکہ میں قادیان میں نہیں تھا۔ مجھ سے عقیدت رکھنے والے لوگ تو یہ کہہ سکتے تھے کہ میں مصیبت کی وجہ سے یہاں آ گیا ہوں مگر جو مخالف تھے انہیں تو مجھے چھوڑ دینا چاہیے تھا۔‘‘
(انوار العلوم جلد21 ص358)

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا:

اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ

ترجمہ:یعنی وہ قادر خدا جس نے تیرے پر قرآن فرض کیا پھر تجھے واپس لائے گا۔ (تذکرہ ص256)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اسی طرح آپ(حضرت مسیح موعودؑ) پر اللہ تعالیٰ نے وہی وحی نازل فرمائی جو اس نے رسول کریم ﷺ پرہجرت کے متعلق نازل فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ہم اس ہستی کی قسم کھا کر کہتے ہیں جس نے تجھ پر قرآن کریم فرض کیا ہے کہ تو مکہ سے نکالا جائے گا اور پھر مکہ میں واپس لایا جائے گا۔ یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔ جب یہی الہام آپ کو ہوا ہے تو پھر اس کے معنی بھی وہی ہوں گے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے تھے کہ وہ تمہیں قادیان سے نکالے گا اور پھر قادیان میں اپنے فضل سے واپس لائے گا۔‘‘
(انوار العلوم جلد 21 ص 28)

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا:

یَاۡتِیۡ عَلَیۡکَ زَمَنٌ کَمَثَلِ زَمَنِ مُوۡسٰی

ترجمہ :تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئے گاجیسا کہ موسیٰ پر زمانہ آیا تھا۔

(تذکرۃ الشہادتین،روحانی خزائن جلد20ص8)

اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہجرت نہایت بے بسی اور خطرے کی حالت میں ہو گی۔چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’پھر ایک اور چیز بھی قابل غور ہے اور وہ یہ کہ اگر تم اپنے وطنوں سے نکالے گئے ہو، اگر تم میں سے بعض قتل کئے گئے ہیں اور تمہاری جائدادیں لوٹی گئی ہیں تو تمہارے ساتھ دوسرے لوگ بھی تو ہیں جن کے ساتھ ایسا سلوک ہوا یہ کیوں ہوا؟ میں کہتا ہوں آؤ ذرا قرآن کریم دیکھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے نکلنے کے متعلق جہاں ذکر آتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے مصر کو چھوڑا تو ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو آپ کی جماعت میں شامل نہیں تھے۔ پس بعض دفعہ خداتعالیٰ کی طرف سے ایسے ابتلاء بھی لائے جاتے ہیں کہ وہ صرف نبی کی قوم پر ہی نہیں آتے بلکہ اُن کے ساتھ دوسروں پر بھی آتے ہیں مگر مقصود صرف نبی کی جماعت ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو غیر از جماعت لوگ آئے کنعان اُنہیں نہیں ملا۔ کنعان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ملا۔ اِسی طرح تمہارے ساتھ جو دوسرے لوگ مشرقی پنجاب سے نکلے تھے اُنہیں کوئی مرکز نہیں ملا۔ مرکز ملا ہے تو تمہیں ملا ہے کیونکہ اس سے مقصود صرف تم ہی تھے۔ تم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم اکٹھے رہیں گے خواہ جنگل میں ہی ہمیں بسنا پڑے۔یہی عزم نبیوں کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے عزم کر لیا تھا کہ وہ اکٹھے رہیں گے۔ خداتعالیٰ نے انہیں کنعان کا ملک دے دیا لیکن اس کے غیر نے یہ عزم نہیں کیا تھا۔ یہی عزم ہے جو انبیاء کی جماعتوں کو کامیاب بناتا ہے۔ یہی عزم ہے جس کی طرف میں تمہیں توجہ دلاتا ہوں۔ تم یہ عزم کرلو کہ ہم اکٹھے رہیں گے اور خواہ ہمیں کتنی ہی تکلیفیں دی جائیں ہم کبھی جدا نہیں ہوں گے۔‘‘
(انوار العلوم جلد 21 ص363)

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا:

یَا جِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ

ترجمہ:اے پہاڑو اور اے پرندو میرے اِس بندہ کے ساتھ وَجد اور رِقّت سے میری یاد کرو۔

(تذکرہ ص550)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں نے کل پرندوں کا ذکر کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کاایک الہام بھی ہے کہ یَا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَاے پہاڑو اور اے پرندو! تم اس مسیح کے ساتھ مل کر خداتعالیٰ کے ذکر کو بلند کرو۔ اس الہام میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ آئندہ کسی وقت پہاڑوں میں بھی خداتعالیٰ کا ذکر بلند کیا جائے گا اور اس میں مسیح بھی شامل ہوگا۔ لیکن جب وقت لمبا ہو گیا اور لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ وہ سوسائٹیاں بناکر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو خداتعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تمہیں انہیں رستوں سے گزرنا ہوگا جن سے پہلے انبیاء کی جماعتیں گذری ہیں۔ چنانچہ مجھے الہامات ہونے شروع ہوئے کہ ہمیں قادیان چھوڑنا پڑے گا اور کسی پہاڑی مقام میں پناہ لینی پڑے گی پھر وہاں سے ہم خداتعالیٰ کے ذکر کو بلند کریں گے۔ یہ چیز بتاتی تھی کہ پہلی پیشگوئی ختم نہیں بلکہ ابھی چل رہی ہے۔ چنانچہ بعد میں عملاً لڑائیاں ہوئیں اور قادیان ہمیں چھوڑنا پڑا سو اَب تعبیر کی ضرورت نہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 21 ص361)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’خداتعالیٰ نے جب دیکھا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ پیشگوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پوری ہونی تھی تو اُس نے میرے منہ سے نکلوا دیا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ میں بھی مسیح موعود ہوں گویا ساڑھے تین سال قبل اِس کی پیش بندی کر دی۔۔۔غرض تمام پیشگوئیوں سے ظاہر ہے کہ یہ زمانۂ مسیح موعود ہے اور میں اُن کا بروز اور اُن کا نام پانے والا ہوں۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا مسیح موعود سے کہے گا کہ پہاڑ پر چلے جاؤ تو اِس سے مراد میں تھا۔ چنانچہ مجھے بتایا گیا کہ میں قادیان سے ہجرت کر کے ایک پہاڑی علاقہ میں جاؤں گا۔ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آؤ ہم ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں جس میں سلسلہ کا نیا مرکز بنانے کی طرف اشارہ تھا تو اِس سے بھی مراد میں تھا۔ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایاکہ ہر نبی کے لئے ہجرت ضروری ہے اس لئے ان کو بھی ہجرت کا موقع ملے گا تو اس سے میں ہی مراد تھا کہ میرے ذریعہ سے آپ کو ہجرت نصیب ہوگی اور یہ سمجھایا گیا تھا کہ نادان اور کمزور کہیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاش کو قادیان میں چھوڑ کر چلے گئے اس لئے اُن کو سمجھانے کے لئے خداتعالیٰ نے کہا کہ نہیں مسیح موعود خود قادیان سے نکل کر ہجرت کر گیا یعنی میرے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح حلول کر کے قادیان سے آ گئی ہے۔ نادان کہے گا کہ وہ اَور تم اَور، دو وجود ایک کیسے ہوگئے؟میں انہیں کہتا ہوں یہ اُسی طرح ہوا جس طرح خدا کی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ جب مریم اور مسیح ایک ہو سکتے ہیں تو میں اور مسیح ایک کیوں نہیں ہو سکتے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 21 ص364،365)

****

منصوراحمد کاہلوں۔آسٹریلیا

خلافت کی ٹھنڈی چھاؤں تلے

خلافت ہماری زندگی ہے۔ہم نے خلافت کی محبتوں،شفقتوں اور عنایات کے تذکروں کے درمیان آنکھ کھولی۔ ہمارے بچپن میں سفر کی موجودہ آسائشیں نہیں تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سندھ کے دورہ جات کے موقع پر احباب بیل گاڑیوں،گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کر کے پہنچتے تھے۔ہمارے والدین بھی ہمیں ان مواقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ لے جانے کا اہتمام کرتے تھے۔بچوں کا جوش بھی قابل دید ہوتا تھا۔ایک دفعہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کنری کی طرف سے احمدآباد سٹیٹ تشریف لارہے تھے۔بڑی تعداد میں بچے نبی سر روڈ کے قریب پہنچے اور حضور انورؓ کی کار کے آنے پر کار کے آگے احمدآباد کی طرف دوڑتے رہے۔میں بھی ان خوش نصیب بچوں میں شامل تھا۔اس سے بہت پہلے والدہ کی گود ہی سے خلافت سے فیضیاب ہونے کا آغاز میری زندگی میں ہوگیا تھا۔والدہ محترمہ بتایا کرتی تھیں کہ تمہیں بچپن میں پیٹ کی ایسی تکلیف ہوئی کہ جس کی وجہ سے کئی بچے بیمارہوکر وفات پا چکے تھے۔ انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سندھ کے دورہ پہ تشریف لائے ہوئے تھے۔حضورپرنورؓ کی خدمت میں حاضرہوکر دعا کی درخواست کی گئی۔ حضورپرنورؓ کی ہدایت پر تجویز ہواکہ ڈاکٹر حشمت اللہ اور ڈاکٹر احمدین باہم مشورہ سےعلاج کریں۔میری والدہ اس غرض سے مجھے لے کر حضورکے سٹیٹس کے دورہ میں ساتھ ساتھ رہیں۔جہاں جہاں حضورؓ تشریف لےگئےہم بھی ساتھ ساتھ رہے۔علاج بھی جاری رہا اوردعائیں بھی ملتی رہیں۔اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طورپرمجھے شفا عطا فرمائی۔

میری عمر 7،8سال کے لگ بھگ تھی جب میرے والد چوہدری شریف احمد کاہلوں بہت بیمار ہوگئے۔ تقریباً2ماہ تک چلنا پھرنا ممکن نہیں تھا۔اٹھنے کی کوشش کرتے تو چکرآنے کی تکلیف ہوجاتی تھی۔دعا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں درخواست کی گئی تو حضورؓ نے فرمایاکہ ان کو ہومیوپیتھی علاج کے لئے کراچی لے جایاجائے۔والدصاحب کو کراچی لے جایا گیا۔ حضورانورؓ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی بہتری کے آثار نمایاں کر دیئے اور واپسی پروالدصاحب خود چل کر گھرآئے۔انہی دنوں کی بات ہے کہ حضور نے ناصرآباد سٹیٹ سے احمدآبادسٹیٹ کی طرف آتے ہوئے ہمارے گاؤں ظفرآباد (راجاری)کے پاس سے گزرنا تھا۔حضورؓ کے قافلہ نے کنری سے آنے والی سانوری شاخ کے کنارے آکر ڈینی سر کے قریب پل سے گزرکر آگے احمدآباد کی طرف جانا تھا۔یہ جگہ ہمارے گاؤں سے 3،4میل کے فاصلہ پر تھی۔میرے والد بیماری کے اثرات کی وجہ سے لمباسفرنہیں کرسکتے تھے۔حضورؓ سے ملاقات کی خواہش بہت زیادہ تھی۔چنانچہ والدصاحب مجھے لے کر ڈینی سر والے پل سے نبی سرروڈ کی طرف جانے والی سڑک پر کھڑے ہوگئے۔جب حضرت اقدسؓ کے قافلہ کی گاڑیاں احمدآباد جانے کے لئے پل سے مڑیں تو حضورؓ نے ہمیں دیکھ کر ازراہِ شفقت قافلہ رکوایا۔ہمیں شرف مصافحہ بخشا،خیریت پوچھی،دعائیں دیں اور قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

دورہ جات سندھ کے دوران کثرت سے حضورؓ کو دیکھنے اور مصافحہ کرنے کے مواقع میسرآتے رہنے کے بعد ازاں 1959ء سے 1964ءتک تعلیم کے سلسلہ میں ربوہ میں رہنا ہوا لیکن اس دور میں حضورؓ کی علالت کی وجہ سے ملاقات کے مواقع میسر نہیں آسکے۔میں نے B.A کرنے کے بعد 14ستمبر1965ءکو تعلیم الاسلام ہائی سکول بشیرآبادمیں تحریک جدید کے زیرانتظام خدمت کا آغاز کیا۔بیرآباد میں ہی تھا کہ 8نومبر1965ءکو حضورؓ کی وفات کی اطلاع ملی۔8نومبر کو ہی ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ٹرین لیٹ ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شامل نہیں ہوسکالیکن آخری دعا میں شامل ہونے کا موقع مل گیااور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات ہو گئی۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں حضورؒ کی شاگردی کا شرف حاصل رہا۔حضورؒ کا تعلق اپنے شاگردوں سے بہت پیار اور محبت کا تھا اور حضورؒ مجھ سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔حضورؒ کے پہلے دورہ سندھ کے موقع پر مولانا غلام احمد فرخ تعارف کرارہے تھے۔جب میری باری آئی تو حضورؒ نے فرمایاکہ ’’اسے میں جانتا ہوں۔‘‘یہ میرے لئے بہت بڑااعزاز تھا۔ حضورؒکے خلافت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے عاجز نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے ربوہ میں کوئی ملازمت مل جائے تا میرے چھوٹے بہن بھائیوں کی تعلیم مکمل ہوسکے حضورانورؒ کا ارشاد موصول ہواکہ آپ سندھ میں ہی رہیں۔چنانچہ میں نے سندھ میں ہی رہنے کا فیصلہ کرلیا۔اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل کے نتیجہ میں بے شار فضل اس عاجزپرکئے۔میرے بہن بھائیوں کی تعلیم بھی مکمل ہوگئی اور مجھے خدمت کے مواقع بھی میسرآئے۔ایک موقع پرجب حضورؒ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔حیدرآباد کی جماعت کے احباب ایک بس کے ذریعہ گیسٹ ہاؤس کراچی پہنچے تا حضورانورؒ سے ملاقات کرائی گئی۔ حضورؒتشریف لائے اور احباب سے اپنے خطاب کا آغازکیا۔خطاب کے دوران حضورؒ ایک لحہ کے لئے رکے اور میری طرف اشارہ کرکے فرمایا ’’آپ تومیرے شاگرد ہیں۔‘‘’’میں نے عرض کیا‘‘جی حضورؒ۔ اس کے بعد حضورؒ نے اپنا خطاب جاری رکھا۔اس واقعہ کو 40سال سے زیادہ عرصہ ہوگیاہے لیکن اس کی لذت آج بھی اسی طرح تازہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے خلافت سے پہلے میری 2ملاقاتیں ہوئی تھیں۔مجھے یہ احساس تھاکہ میں نے خلافت سے اپنے تعلق کو اور زیادہ مضبوط کرنا ہے۔اس غرض سے میں حضورؒ کی خدمت میں کثرت سے خطوط لکھتا رہا۔

1991ءکے جلسہ قادیان کے موقع پر ہمارے ضلع کی اجتماعی ملاقات تھی۔سب احباب باری باری اپنا تعارف کرارہے تھے۔اپنی باری پرمیں نے عرض کیا منصوراحمد جنرل سیکریٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد تو حضورؒ نے فرمایا’’میں آپ کو جانتا ہوں۔‘‘حضورپرنورؒ کا یہ ارشاد میرے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔حضورؒ کے عہدمبارک میں ویزا نہ ملنے کی وجہ سے لندن تونہیں جا سکالیکن خطوط کے ذریعہ ہرمعاملہ میں حضور سے رہنمائی لیتا رہا۔حضورؒ کے خطوط سینکڑوں کی تعداد میں آج بھی میرے پاس موجود ہیں اورمیرا سرمایہ حیات ہیں۔

خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں خطوط کے ذریعہ تو حضور سے رابطہ تھا ہی لیکن میرے اور اہلیہ کے ویزے بھی لگنا شروع ہو گئے اور ہم کئی سال تک جلسہ سالانہ یو۔کے۔ پر حاضرہوکر ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت میری منظوری بطور امیرمقامی حیدرآباد و امیرضلع حیدرآباد عطا فرمائی۔12سال تک امیر ضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی اور13سال تک امیرمقامی حیدرآباد رہا۔اس سارے عرصہ میں حضور کی دعاؤں سے ضلع حیدرآباد ہرشعبہ میں نمایاں طورپر آگے بڑھا۔حضور کی احباب جماعت سے محبت اورشفقت کا ایک واقعہ یہاں بیان

کرنا چاہتا ہوں۔بشیرآباد اسٹیٹ میں نومبائعین کا اجتماع تھا۔اس اجتماع پرآتے ہوئے ایک نومبائع بچہ تنویراحمد موٹرسائیکل کی ٹکر سے زخمی ہوگیا۔اس کی اطلاع حضور پرنورکی خدمت میں کی گئی اورحضورانورکی طرف سے جواب موصول ہوا۔اللہ تعالیٰ تنویراحمدکوصحت دے۔اس خط کے دو اڑھائی ماہ بعدمیرے ایک خط کا جواب موصول ہوااوراس کےآخرمیں ایک فقرہ لکھا ہواتھا”امید ہے تنویر احمد صحت یاب ہو گیا ہوگا۔“ حضور کا اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجوداتنے عرصہ بعد اس بچے کویادرکھنا قدم قدم اعجازوالی بات ہے اور اس سے حضور کی احباب جماعت کے لئے محبت کا خوب اظہار ہوتا ہے۔

2008ءکی بات ہے میری بیٹی عزیزہ نصیرہ سلطانہ حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی اور میرے لئے دعاکی درخواست کی تو حضورنے فرمایا ان کو تو سل کی تکلیف ہے۔بیٹی نے بتایا کہ ان کا ارادہ ہے کہ جلسہ قادیان کے بعد آپریشن کرائیں گے۔اس پر حضور نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ ”پہلے علاج کرائیں جلسہ رہنے دیں۔“ حضور کے ارشاد کی اطلاع ملتے ہی خاکسارنے ڈاکٹرنوری سے رابطہ کیااورفوراً ربوہ کے لئے روانہ ہوگیا۔حضور کی دعاؤں سے میرا آپریشن اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا اورہرنوع کی پیچیدگی سے محفوظ رکھا۔یہاں میں خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب اور ان کے بیٹے خالدنوری صاحب کاذکرکرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے بہت محبت سے میرا علاج کیااور ڈاکٹرخالد نوری توایک دن پہلے مجھے ملنے کے لئے دارالضیافت تشریف لائے تا مجھے آپریشن کے بارہ میں بتائیں اورتسلی دیں۔آپریشن کے بعد بہت سے بزرگان میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔یہ سب خلافت کی برکت ہے جس کی وہ سے ہم ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزاء دے۔

2005ءکے جلسہ قادیان پر جانے سے پہلے میری والدہ محترمہ شریف بیگم 10دسمبرکو وفات پاگئیں اور23کوجب میں قادیان میں تھا میرے چھوٹے بھائی مبارک احمد ندیم جو ربوہ میں حضور کے کلاس فیلورہے تھے بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔والدہ اور بھائی کی وفات کی اطلاع حضورانور کی خدمت میں کردی گئی تھی۔جب میری ملاقات حضور اقدس سے ہوئی تو حضور نے تعزیت فرمائی اوردونوں کی نمازجنازہ غائب بھی دوسرے مرحومین کے ساتھ جلسہ قادیان کے دوران پڑھائی۔سیّدنا حضورانورکی دلجوئی سے دل کوبہت ڈھارس ملی۔جب حضورانورکی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی اس وقت میں لندن میں ہی تھااور 2خطوط کے ذریعہ حضورسے تعزیت کی اور پھراس مقصد کے لئے ملاقات بھی لکھوادی۔حضورنےازراہِ شفقت ملاقات کا وقت دیااورجب میں نے حضورسےتعزیت کی توفرمایاآپ کے 2خطوط بھی مل گئے تھے۔ہزاروں خطوط میں سے اس ادنیٰ خادم کے خطوط کو یادرکھنا خلافت کے وجودِبابرکات کا ہی حصہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اورہماری آئندہ نسلوں کو خلافت کے دامن سے چمٹے رہنے کی توفیق دے۔آمین

قابل رشک ہے اس خاک کے پتلے کا نصیب
جس کی قسمت میں ہوخاکِ درِجاناں ہونا

******

ملک ریاض احمد

مکرم حافظ محمد اشرف شاکر آف چکوال کا ذکر خیر

قبول احمدیت اور دیگر حالات کا تذکرہ

مکرم حافظ محمد اشرف شاکر صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص احمدی تھے ۔آپ مؤرخہ 13اگست 1944 کو لاوہ تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے ۔آپ نے بچپن میں اپنے گاؤں لاوہ میں ایک مدرسہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ نے 1967ءمیں نوجوانی میں بعمر 23 سال بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔آپ نے کن حالات میں اور کیسے بیعت کی ، اس کے متعلق آپ بیان کرتے ہیں :

میں 1967 میں فیصل آباد گیا ۔ وہاں غیر احمدیوں کا ایک مدرسہ تھا، ماہ رمضان میں ہماری ڈیوٹی گھسیٹ پورہ میں نماز تراویح پڑھانے کے سلسلہ میں لگی ۔میرے ساتھ ایک قاری صاحب بھی تھے جو کہ غیر احمدی مولوی بھی تھے انہوں نے ہی نماز تراویح پڑھانی تھی ۔ جب ہم گھسیٹ پورہ کے لئے روانہ ہونے لگے تو دوران تیاری قاری صاحب نے اپنے سامان میں کچھ کتب رکھیں ، میں نے قاری صاحب سے پوچھا کہ یہ کتب کس غرض سے ساتھ رکھی ہیں، تو کہنے لگے کہ جہاں ہم جا رہے ہیں اُس گاؤں میں مرزائی بہت ہیں تو وہاں بحث کریں گے ۔ آخر کار ہم گھسیٹ پورہ پہنچ گئے اور قاری صاحب نے نماز تراویح پڑھانا شروع کر دی ۔ ہمارے وہاں پہنچنے کے بعد گاؤں والوں نے ہمیں منع کر دیا کہ کسی احمدی مولوی ، مربی یا حافظ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ رمضان کا پورا مہینہ ہم وہاں رہے اسی دوران وہاں (گھسیٹ پورہ) کے جو پہلے سے امام مسجد اور خطیب تھے وہ میرے دوست بن گئے جوکہ تخت ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ پورا مہینہ ہم نے وہاں گزارا مگر قاری صاحب نے احمدیوں کے ساتھ کوئی بحث مباحثہ نہیں کیا۔احمدیوں کی مسجد بھی ساتھ ہی تھی ، ایک دن صبح سحری کے وقت ایک احمدی دوست حافظ غلام محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی کلا م پڑھ رہے تھے تو قاری صاحب نے بڑا عش عش کیا ، بہت داد دی کہ سبحان اللہ ! سبحان اللہ کیا ہی عمدہ کلام ہے ،بہت اچھا کلام ہے۔

میں چونکہ فارسی نہیں جانتا تھا اس لئے مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن قاری صاحب جانتے تھے اسی لئے وہ خوب داد بھی دے رہے تھے کہ کلام بہت اچھا ہے۔عید کے بعد ہم واپس چلے گئے میں اپنے گاؤں اور قاری صاحب اپنے گاؤں چلے گئے ۔

کچھ عرصہ بعد میں مزید تعلیم کے حصول کی غرض سے دوبارہ فیصل آباد گیا اور وہاں میں نے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ ایک دن مجھے خیا ل آیا کہ گھسیٹ پورہ کے اس امام مسجد سے جو میرا دوست بن گیا تھا مل کر آتا ہوں ۔ میں نے گھسیٹ پورہ جانے کی تیاری کرلی ، دوپہر کا وقت تھا میں نے ایک بس پکڑی اور گھسیٹ پورہ پہنچ گیا ۔ وہاں ایک غیر احمدی دوست کے گھر کی بیٹھک میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ اُسی دن جس دن میں وہاں پہنچا وہ امام مسجد جو میرے دوست بن گئے تھے ، جن کو ملنے کی غرض سے میں وہاں پہنچا وہ ربوہ سے تعلیم القرآن کلاس پڑھ کر وہاں پہنچے تھے وہ چونکہ احمدی ہو چکے تھے وہ احمدیہ مسجد چلے گئے اور میں غیر احمدی مسجد میں تھا۔میرے اُس امام مسجد دوست نے نماز عصر کے لئے اذان کی آواز بلند کی تو میں نے ان کی آواز پہچان لی ۔ میں نے کہا کہ چلیں ملتے ہیں مولوی صاحب سے ۔ پھر ظہر و عصر کی نماز ادا کی ۔ رات میں غیر احمدی دوستوں کی طرف ہی رہا ۔

اگلے دن نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میں احمدیہ مسجد چلا گیا ۔ جب میں گیا تو دیکھا کہ مولوی صاحب قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں اورحافظ غلام محمد صاحب بچوں کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے۔میں مولوی صاحب سے گلے ملا تو مولوی صاحب مسکرا دیئے ۔میں نے پوچھا کہ آپ ادھر کیسے آ گئے ؟ تو کہتے ہیں کہ مجھے صحیح راستہ مل گیا ہے اور میں اِدھر آگیا ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کو صحیح راستہ مل گیا ہے اور مجھے نہیں ملا تو آپ مجھے بھی بتائیں۔ اس پر مولوی صاحب مجھے بنیادی مسائل سمجھانے لگ گئے کہ آپ کا بھی عقیدہ ہے اور ہمارا بھی کہ چودھویں صدی کے سر پر امام مہدی اور مسیح موعودؑ کا ظہور ہو گا اور اس کی یہ یہ نشانیاں ہونگی ۔ بہرحال کچھ دیر سمجھانے کے بعد انہوں نے مجھے کچھ چھوٹی چھوٹی کتابیں احمدیت کا پیغام، رفع عیسیٰ ، وفات مسیح ، ختم نبوت اور ہماری تعلیم پڑھنے کے لئے دیں۔تو حافظ غلام محمد صاحب کہنے لگے کہ آپ اِن حافظ صاحب کو کتب دے رہے ہیں کہیں یہ ناراض نہ ہوجائیں۔

میں نے کہا کہ ناراضگی والی کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر مجھے صحیح راستہ کا پتا لگ گیا تو ٹھیک ہے میں بھی بیعت کرلوں گا ۔ ناشتہ میں نے احمدیہ مسجد میں ہی کیا ، اس کے بعد میں کتب پڑھنے لگا اور دوپہر تک پڑھتا رہا ۔ دوپہر کا کھانا بھی امام صاحب نے وہیں کھلایا ۔

دوپہر کے کھانے کے بعد نماز ظہر امام صاحب کی اقتداء میں پڑھی ۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد میں پھر کتابیں پڑھنا شروع ہو گیا، دریں اثناء غیر احمدی احباب نے ایک آدمی بھیجا کہ جائیں جا کر پتا کریں کہ حافظ صاحب کہاں چلے گئے ہیں جو صبح کے گئے ہیں مگر ابھی تک لوٹ کر نہیں آئے۔جب وہ آدمی آیا تو اُس نے مسجد کی کھڑکی جو گلی کی جانب کُھلی تھی سے دیکھا اور کہا کہ آپ کولوگ بُلا رہے ہیں۔ میں نے اپنے دوست امام صاحب سے اجازت چاہی اور چلا گیا ۔ مجھے اُسی گھر کی بیٹھک میں لے گئے جہاں مجھے ٹھہرایا گیا تھا ۔ وہ ایک کتاب لے کر آئے ، مجھے دی اور کہا کہ آپ یہ کتاب پڑھیں ۔ اُس کتاب کا نام تھا قادیانی فتنہ جو کہ منظور چنیوٹی کی لکھی ہوئی کتاب تھی، اور کہا کہ احمدیہ لٹریچر نہ پڑھا کریں۔

میں چونکہ احمدی کتب پڑھ چکا تھا مجھ پر ان کتب کا اثر ہو چکا تھا ۔ وہ کتاب میں نے پڑھنا شروع کی تو اس میں حضرت مسیح موعودؑ پر الزامات تھے ، اعتراضات تھے اس کتاب میں کہ میں نےدو چار صفحات پڑھ کر وہ کتاب رکھ دی ۔ پھر نماز عصر کا وقت ہو گیا ۔ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد چلے گئے وہاں مولوی صاحب نے نماز کے بعد مجھے پوچھا کہ حافظ صاحب آپ کہاں گئے تھے ؟

میں نے کہا کہ میں آپ کو بتا کر گیا تھا کہ میں اپنے دوست امام صاحب سے ملنے جا رہا ہوں۔ مولوی صاحب نے

پوچھا کہ آپ نے ناشتہ کہاں کیا ؟ میں نے کہا کہ وہیں امام صاحب کے ہاں کیا ۔ پھر پوچھا کہ دوپہر کا کھانا کہاں کھایا ؟ میں نے بتایا کہ وہ بھی وہیں سے کھایا ، تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ نے ان کافروں کا کھانا کیوں کھایا ؟ میں نے کہا کہ مجھے تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی کہ وہ کافر ہو گئے ہوں یا ان کی تعلیم کچھ اور ہے ۔ قرآن کریم اور حدیث کے بغیر ان کی کوئی تعلیم نہیں، میں نے کتابیں پڑھی ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ کافر ہیں۔

خیر میں نے یہ بات کر کے اجازت چاہی کہ اچھا میں چلتا ہوں ۔ وہاں سے میں اپنے دوست امام صاحب کے پاس احمدیہ مسجد گیا ، وہاں جا کر میں نے کہا کہ آپ میری بیعت قبول کرلیں، اس پر انہوں نے مجھے سمجھایا کہ حافظ صاحب جلد بازی نہ کریں ۔ آپ پر بہت ابتلاء آئیں گے ، ماریں پڑیں گی ،ماں باپ آپ کو چھوڑ دیں گے ، بیوی بچے چھوڑ کر جا سکتے ہیں لہذا اتنی جلد بیعت نہ کریں۔ کتابیں پڑھیں اچھی طرح تسلی کریں اور پھر فیصلہ کریں۔

پھر میں ایک ماہ وہاں (گھسیٹ پورہ) رہا ، کتابیں پڑھتا رہا جو بھی کتب ان کے پاس میسر تھیں وہ میں نے پڑھیں ۔ بالآخر مہینے بعد 4 اگست 1967 کو مسجد فضل فیصل آباد میں بروز جمعہ میری بیعت کا اعلان ہوا۔

اس کے بعد میں1967 میں ہی ربوہ شفٹ ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد بیمار ہو گیا تین دن ہسپتال میں زیر علاج رہا جب تندرست ہو گیا تو پھر میں فوج میں بھرتی ہو گیا ۔ فوج میں دو سال ملازمت کرنے کے بعد میں واپس ربوہ آ گیا۔ مرکز کی طرف سے مجھے شالا مار باغ لاہور نماز تراویح پڑھانے کی غرض سے بھجوایا گیا ، وہاں ایک احمدی آفیسر تھا اس کا ایک پی- او تھا اس نے مجھے ماہ رمضان میں کہا کہ میں نے اپنے آفیسر سے بات کی ہے کہ اس طرح مرکز سے حافظ صاحب آئے ہیں نماز تراویح پڑھانے کے سلسلہ میں ، ان کو نوکری دلا دیں۔ انہوں نے مجھے بلایا اور بھرتی کر لیا ۔ میں State Life میں 1974 میں بھرتی ہو گیا دو سال کام کرنے کے بعد 1976 میں پکا (مستقل ملازم) کر دیا گیا ۔ کچھ عرصہ لاہور رہنے کے بعد فیصل آباد تبادلہ کروا لیا ۔ ربوہ سے صبح روزانہ فیصل آباد جاتا اور شام کو واپس آ جاتا۔ اس طرح میں اسلام احمدیت کی آغوش میں آگیا ۔

میں نے اپنے والد مکرم محمد نواز کو بھی احمدیت کی طرف راغب کیا اور وہ بھی احمدی ہو گئے والدہ محترمہ فاطمہ بی بی اور چھوٹے بھائی مکرم محمد اکبر نے لاہور ماڈل ٹاؤن میں بیعت کی ۔ آپ (والدہ + چھوٹا بھائی) بھی لاوہ تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال کے رہنے والے ہیں لیکن اب ربوہ کے محلہ نصیر آباد رحمن میں رہائش پذیر ہیں۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے آپ کا وصیت نمبر 77763 ہے ۔ آپ مورخہ 20 مارچ 2018 کو بعمر 74 سال اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ توسیع (نصیر آباد) میں ہوئی ۔

آپ کی وفات پر صدر صاحب محلہ نصیر آباد رحمن ربوہ مکرم حکیم فرید احمد صاحب نے بیان کیا کہ ’’ آپ کو اپنے خاندان میں پہلے احمدی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ۔ خدا کے فضل سے وصیت کے بابرکت نظام میں شمولیت کی توفیق ملی ۔ آپ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ نے حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔آپ صوم و صلوۃ کے پابند اور عاشقِ قرآن تھے، لگن اور خلوصِ نیت سے جماعتی خدمت کرنے والے وجود تھے۔ آپ کو بطور زعیم انصار اللہ محلہ نصیر آباد رحمن خدمت کی توفیق ملی ، آپ متبادل امام الصلوۃ کے فرائض ادا کرنے کی توفیق پاتے رہے۔جماعتی یا تنظیمی کام جب کبھی آپ کے سپرد ہوا نہایت خندہ پیشانی اور خلوصِ نیت سے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے بشاشت قلبی سے انجام دیا ۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم ناصر احمد طاہر صاحب کو زعیم خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری تحریک جدید محلہ نصیر آباد رحمن خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی نیکیاں آپ کی اولاد میں بھی جاری و ساری رکھے نیز مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین۔‘‘

آپ پنجوقتہ نماز باجماعت التزام سے ادا کرتے تھے اور قرآن کریم سے بے حد عشق تھا۔ آپ چونکہ حافظ ِ قرآن تھے آپ ہر سال ماہ رمضان میں 10 بار قرآن کریم کا دور مکمل کرتے ۔عام دنوں میں بھی آپ ہر ماہ قرآن کریم کے 3 ادوار مکمل کرتے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیاں اور خصائل آپ کی اولاد میں بھی جاری رکھے۔آمین۔

مکرم حافظ تصور احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ جن کو زعیم خدام الاحمدیہ نصیر آباد عزیز ربوہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کو کچھ عرصہ ان سے قرآن کریم پڑھنے کا موقع ملا۔آپ نہایت محنتی ، محبت اور شفقت کرنے والے انسان تھے۔بہت سے تربیتی پہلو احسن رنگ میں سمجھا دیتے تھے۔ قرآن کریم سے بہت محبت اور عشق رکھتے تھے اور ہمیشہ اس کی تلقین بھی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین

****

اطلاعات اعلانات

ولادت

مکرم ریاض محمود باجوہ جرمنی سے لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 3فروری 2020ء کو خاکسار کے بیٹے عزیزم فراز احمد واقف زندگی حال مقیم یونیورسٹی آف بلونیا(اٹلی) اور بہو عزیزہ سیدہ عفت ثناء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔جس کا نام طلحہ فراز تجویز ہوا ہے۔نومولود خداتعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔نومولود مکرم سید محمد اقبال شاہ ربوہ کا نواسہ اور چوہدری محمد علی پٹواری آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے۔احباب جماعت سے نومولود کی صحت و سلامتی،درازیٔ عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

******

تربیت اولاد کا ایک طریقہ یہ بھی ہے

- جب بچے کے بال میں کنگھی کرو تو اسے بتاؤ کہ بالوں میں کنگھی کرنا پیارے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ ارشاد نبوی ہے ۔
- جس کے پاس بال ہوں تو اسے چاہئے کہ انہیں سنوارے۔
(رواہ ابوداؤد،حدیث 3632)
- جب بچے کو مدرسہ بھیجو تو اسے پیارے رسول ﷺ کی یہ حدیث سناؤ۔
- جو علم سیکھنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنادیتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب العلم)
- جب بچے کے سامنے مسکراؤ تو اسے بتاؤ کہ پیارے رسول ﷺ نے مسکرانے کو صدقہ (نیکی) قرار دیا ہے۔
- اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے۔
(ترمذی،حدیث 1956)
- جب بچے کی تعریف کرو تو اُسے پیارے رسول ﷺ کا یہ فرمان سناؤ۔
- اچھی بات بھی صدقہ (نیکی) ہے۔
(صحیح بخاری،حدیث 2734)
- جب تم اپنا کھانا بچے کی پلیٹ میں ڈالو تو اسے بتاؤ کہ یہ بھی نیکی کا کام ہے ارشاد نبویؐ ہے۔
- اپنے برتن سے کوئی چیز لے کر اپنے بھائی کے برتن میں ڈالنا صدقہ اور نیکی ہے۔ (ترمذی،حدیث 1956)
- جب تم کہیں ایسی محفل میں ہو جہاں بڑے بزرگ لوگ ہوں تو اپنے بچے کو ان کی خدمت کے لئے کہو اور اسے بتاؤ کہ پیارے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا یہ ایک طریقہ ہے کیونکہ ارشاد نبویؐ ہے۔

جو چھوٹے پر رحم اور بڑے کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی،حدیث 1919)

الغرض اس طرح اپنے بچوں کی تمام حرکات و سکنات کو پیارے رسول ﷺ کی سنت مبارکہ اور سیرت طیبہ سے جوڑنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور انہیں پیارے رسول ﷺ کی پیاری پیاری حدیثیں سکھانی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ مصباح احمد رقمطراز ہیں کہ امید ہے آپ سب الفضل کے کارکنان بہتر خدمت کی توفیق پارہے ہوں گے۔حال ہی میں یوم مصلح موعود کے حوالہ سے الفضل آن لائن لندن میں شائع ہونے والے مضامین بہت اعلیٰ تھے اور نہایت عمدگی سے پیش کئے گئے تھے۔اللہ تعالیٰ الفضل کی ٹیم اور لکھنے والوں کی کاوشوں کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور الفضل کو مزید نکھارے اور کام کرنے والوں کو مزید محنت کی توفیق عطا فرمائے۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حافظ مصور احمد مزمل

دورہ سینیگال، اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکریٹری

مکرم عبد الخالق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکریٹری برائے انصار اللہ لندن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں مغربی افریقہ کے ملک سینیگال کا مورخہ 14 تا 16 فروری 2020 کو دورہ کیا۔اس دورہ میں مختلف ریجنز کا جائزہ لینے کے لئے دیہاتی جماعتوں میں جا کر احمدی احباب کی حوصلہ افزائی بھی کی۔اس دورہ کے دوران سب سے اہم کام نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ سینیگال کے ساتھ میٹنگ تھی۔

مکرم عبد الخالق مورخہ 14 فروری کو گیمبیا کا دورہ مکمل کر کے شام کو سینیگال پہنچے اور اگلے دن مورخہ 15 فروری 2020ء پروگرام کے مطابق صبح 10 بجے مجلس انصار اللہ سینیگال کی نیشنل عاملہ اور مبلغین کرام کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔جس کی صدارت انہوں نے کی اور ان کی معاونت مکرم امیر سینیگال، نیشنل صدر مجلس انصار اللہ سینیگال اور نیشنل صدر مجلس انصار اللہ گنی بساؤ نے کی جو کہ دوپہر 2 بجے تک جاری رہی ۔ اس میٹنگ میں ”گنی بساؤ“ سے تین رکنی وفد صدر انصار اللہ گنی بساؤ کی قیادت میں شامل ہوا۔اس میٹنگ میں عاملہ کے علاوہ مختلف ریجنز کے زعماء و نمائندگان بھی شامل ہوئے جن کی تعداد 34 تھی۔

دوران میٹنگ انچارج صاحب نے نیشنل عاملہ سے تعارف حاصل کرنے کے بعد ان کے شعبوں کے متعلق استفسار کیا اور ہر شعبہ کے قائد کو اس کے شعبہ کی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ کیا۔ نیز ہر طرح کی سرگرمیوں کی رپورٹ سے بر وقت مرکز کو مطلع کرنے کی ہدایات دی ۔میٹنگ کے بعد عاملہ ممبران اور دیگر احباب نے آئندہ جماعتی ذمہ داریوں کو بر وقت ادا کرنے کی کوشش کا اعادہ کیا۔

بعد ازاں معزز مہمان کو سینیگال کے مشہور اور اہم مقامات کی سیر کروائی گئی ۔ اگلے روز مورخہ 16 فروری 2020 کو ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا اور ہیومینیٹی فرسٹ سینیگال کے تعاون سے شروع ہونے والے نئے ہسپتال ”مسرور ہسپتال“ کا وزٹ کروایا گیا۔ جس میں دی گئی سہولیات کو مکرم عبد الخالق نے سراہا۔ ہسپتال کی کامیابی اور بنی نوع انسان کی خدمت کی توفیق پاتے رہنے کی دعا دی۔ہسپتال کے وزٹ کے بعدان کو جماعتی نمائندگان کی معیت میں ڈاکار ائیر پورٹ پر جا کر الوداع کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرکزی نمائندگان کے دورہ جات کے شیریں ثمرات عطافرمائے اور نظام جماعت اور ذیلی تنظیموں کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمام توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

روانگی سے قبل گروپ فوٹو

مسرور ہسپتال سینیگال کے عملہ کے ساتھ گروپ فوٹو

عظمت دارالاماں

حضرت حسن رہتاسی قادیان دارالاماں کی عظمت اور تعریف میں کچھ یوں رطب اللساں ہیں۔

قادیاں! ہم عمر قیدی ہیں ترے
دھوپ میں اپنی کٹے یا چھاؤں میں
ہتھکڑی تیری کشش کی ہاتھ میں
اور زنجیر محبت پاؤں میں
عظمتِ دارالاماں اور شوکتِ فضل عمر
یا حسنؔ سے یا کسی ایسے ہی دیوانے سے پوچھ

راجہ اطہر قدوس۔نائیجیریا

بریل قرآن کاعطیہ

خدا تعالی کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت خدمت قرآن میں پیش پیش ہے۔ اسی ضمن میں احمدیہ مسلم جماعت Kanoنائیجیریا کو نابینا لوگوں کیلئے بریل قرآن عطیہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ احمدیہ مسلم پریس سے چھپا ہوا یہ قرآن 12 جلدوں پر مشتمل ہے۔اس پر نابینا لوگ اپنی انگلی کی مدد سے الفاظ کو محسوس کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ یہ قرآن Blind Organisation Kano کو جماعت کی طرف سے بطور ہدیہ دیا گیا۔ اس موقع پر محترم صدر صاحب جماعت Ibrahim Aya کے علاوہ راجہ اطہر قدوس مبلغ سلسلہ، منور قیوم پرنسپل احمدیہ کالج اور مکرم فواد احمد واقف زندگی بھی موجود تھے۔مکرم صدر صاحب نے یہ ہدیہ Blind Organisation کے چیئرمین کو پیش کیا۔ انہوں نے جماعت کی اس کاوش کو بہت سراہا اور شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں راجہ اطہر قدوس مبلغ سلسلہ نے جماعت اور اس کی کاوشوں کا مختصر تعارف کروایا ۔ آخر میں گروپ فوٹو کے بعد مبلغ صاحب نے دعا کروائی۔خدا تعالی اس کاوش کو قبول فرمائے اور جماعت کی نیک نامی کا باعث بنائے۔ آمین۔

****

طلوع و غروب آفتاب

3 مارچ 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		5:30	18:22
مدینہ منورہ		5:32	18:20
قادیان		5:58	18:07
ربوہ		05:11	18:07
اسلام آباد ٹلفورڈ		5:08	17:28